

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم اے
نمبر۷ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینیجر

نور افشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک کو روشن کرتا ہے +

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء	نمبر ۳۹

لائل پور چرچ پلپٹ

جب مجھے اُس نور کے جلال کے سبب کچھ نہ دکھائی دیا۔ اعمال ۲۲ : ۱۱

شاؤل ترسیس کی تبدیلی مسیح کی انقلاب پیدا کرنے والی زندہ قوت کا ایک کامل ثبوت ہے۔ پولوس کی طبیعت اور سیرت اور تعلیم و تربیت کا آدمی یوں ہی کسی بات کے جوش میں آ کر اپنی زندگی کے طرزِ عمل کو بدل نہیں سکتا تھا جب وہ مسیح کے لوگوں کو ستاتا۔ باندھتا اور قتل کرتا تھا وہ سوچ سمجھ کے کرتا تھا۔ ایک خاص مقصد سے کرتا تھا۔ اور جب اس کی زندگی میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوا یہاں تک کہ جو چیزیں اُس کے نفع کی تھیں۔ انہی کو اس نے نقصان سمجھ لیا تو ان باتوں کے لئے وہ دلیل دے سکتا تھا اور ان کو ثابت کر سکتا تھا میرا مطلب یہ ہے کہ پولوس کوئی رنگیلی طبیعت کا آدمی نہیں تھا کہ جدھر کا جھونکا آیا اُدھر ہی جھک پڑے۔

آج کے سبق میں پولوس کسی فلاسفی کے دینی مسئلہ کو یہودیوں کے آگے پیش نہیں کر رہا بلکہ ایک **حقیقت** جو اُس کے ذاتی تجربہ میں آئی پیش کر رہا ہے۔ لہٰذا اُس کی گواہی نہایت معتبر ہے۔

وہ بیان کرتا ہے کہ دمشق کے راستے میں ایک نور جو سورج کے نور سے زیادہ تھا اس کے چوگرد چمکا۔ اُس نور کی تجلی یہاں تک تھی کہ اُسے اور کچھ نہ دکھائی دیا۔ وہ اُس نور کے باعث اپنی ارد گرد کی چیزوں کے لئے ایک طرح سے اندھا ہو گیا۔ آؤ ہم دیکھیں کہ وہ نور کیا تھا۔ (۱) پولوس نے کیا کچھ دیکھا اور کن کن باتوں کی طرف سے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور پہلے اس نے کیا دیکھا۔

اوّل۔ اُس نے **یسوع ناصری** کو دیکھا۔ لکھا ہے کہ جب شاؤل نے پوچھا کہ "تو کون ہے" تو جواب دیا کہ "میں یسوع ناصری ہوں"۔ تعجب کی بات ہے کہ مسیح قبر اور موت پر فتح پا کر آسمان پر صعود کر گیا۔ جہاں وہ بڑی قدرت میں باپ کے ساتھ جلالی تخت پر بیٹھا ہے۔ اور ابھی تک اپنے آپ کو یسوع ناصری کہکر وہ پولوس کو یاد دلاتا ہے کہ اگرچہ میں وہ نور ہوں جس کی رونق دوپہر کے نور سے کہیں زیادہ ہے۔ اور جس کی تاب وہ لا نہیں سکتا تھا۔ تاہم میں وہی ہوں جس کو پولوس ناصری کے حقیر اور ذلیل لفظ سے پکارتا تھا۔ مگر شکر ہے کہ وہ یسوع ناصری تھا۔ وہ نجات دہندہ اور معاف کرنے والا تھا۔

دوم۔ اس نور کے جلال میں اُس نے **زندہ مسیح** کو دیکھا۔ شاؤل نے کبھی اس بات کا خیال بھی نہیں کیا تھا کہ اپنے ظلم اور تشدد کے درمیان میرا سامنا اس مسیح سے ہوگا۔ جس کے لوگوں کو میں ستاتا ہوں۔ اس کا خیال تھا کہ اس کی قوم کے . . . . لوگوں نے اس یسوع ناصری کو سولیوں کی حقیر ترین سزا یعنی صلیب دلوا کر مروا ڈالا۔ اور اب اس کے چند ایک مقلدوں کو مار کے بھگا کے قتل کر کے اس فرقہ کو بیخ و بن سے فنا کر دیگا۔ مگر آج اس نور میں سے زندہ یسوع ناصری اس سے باتیں کرتا ہے آج خود زندگی کا مالک اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور شاؤل اُس کی غالب آنے والی قدرت کا قائل ہو گیا۔

سوم۔ اُس نے **پُرمحبت** اور ہمدرد مسیح کو دیکھا۔ اے شاؤل اے شاؤل

"تو مجھے کیوں ستاتا ہے" ساؤل مسیح کی محبت اور ہمدردی کا فوراً قائل ہو گیا۔ وہ ستاتا تو اس کے لوگوں کو تھا۔ مگر درد مسیح کو ہوتا تھا۔ بیشک ہمارے درد مسیح کے درد ہیں۔ ہماری فکریں مسیح کو ہیں۔ ہمارے دکھ مسیح کے دکھ ہیں۔ وہ ہماری دکھ تکلیفوں میں شریک ہے۔ دنیا ظلم کے بدلے ظلم کرتی ہے اور جان کے بدلے جان لیتی ہے۔ مگر یہ یسوع ناصری ساؤل کو بڑی پرمحبت آواز سے اپنی بڑی عجیب محبت کا قائل کرتا ہے۔

چہارم۔ اس نے مسیح کو دیکھا جو اس میں دلچسپی رکھتا تھا۔ مسیح اسے اپنا ایک گواہ بنانا چاہتا تھا اور ایک چنا ہوا وسیلہ۔ بیشک مسیح نے اپنی بادشاہت کو پھیلانے کے عالمگیر پروگرام میں پولوس کے لئے ایک نمایاں جگہ رکھی ہوئی تھی۔ اور وہی یسوع ناصری جس کی وہ مخالفت کرتا تھا اتنے سالوں تک بڑے صبر سے انتظار کرتا رہا تھا کہ یہ شخص کب اس کے کام کا ہوگا۔ مسیح ہمیشہ اس میں دلچسپی رکھتا رہا۔

یہ تھا زندہ۔ فاتح۔ طالب۔ پرمحبت اور ہمدرد یسوع ناصری جس کے چہرے کے نور کی تجلی نے ساؤل کی ساری شخصیت کو پرنور کر دیا۔ اور اس میں یہاں تک انقلاب پیدا کیا کہ جسم اور دنیا کی طرف سے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ آج وہ سوائے مسیح اور اسکی محبت اور خوبصورتی کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اب وہ ساؤل نہیں رہا بلکہ وہ پولوس جس میں فقط مسیح بستا ہے۔ جو اب دنیا اور اس کی چیزوں کو ردی اور کوڑا کرکٹ سمجھتا ہے۔ پولوس کو اس نورانی چہرے کی چمک میں اپنا آپ نظر آگیا اور اپنی سیاہ کاریوں کا قائل تو ہو گیا۔ مگر فوراً ہی یسوع ناصری کی محبت اور معافی کا یقین اسکو آگیا اور ایک چشم زدن میں پولوس ایک نیا مخلوق بن گیا۔

ناظرین اس حقیقت کا تجربہ فقط اکیلے پولوس ہی کو نہیں ہوا۔ بلکہ ہزاروں اور لاکھوں ایماندار کھڑے ہو کر یہ بیان کر سکتے ہیں کہ جب مسیح کے مبارک چہرے کا نور ان کی زندگی پر پڑا تو ان کی کایا پلٹ گئی اور ایک نئی زندگی بسر کرنے لگے اور ہزاروں اور لاکھوں کا بھی یہی تجربہ ہو سکتا ہے۔ اگر کلام کے وسیلے سے یا اس کے خادموں کی تعلیم کے وسیلے سے اس کے نور کی شعاعیں اپنے اوپر پڑنے دیں۔ عزیزو اسی کو تاکتے رہو۔ اسی آفتاب صداقت کی کرنوں میں اپنی زندگی گذارو۔ خود اور دیکھو تمہاری اور تمہارے خاندان کی زندگی میں وہ تغیر آئیگا کہ پولوس کی طرح تمہاری زندگی کے رگ و ریشے میں فقط مسیح اور اس کی جلالی زندگی ہوگی اور بس۔ کاشکہ آج کا سبق بہتوں کو متحرک کرے کہ مسیح کے جلالی چہرے کا نظارہ کریں۔ سیالکوٹ کنونشن اس ماہ میں ایک اچھا موقع ہوگا کہ وہاں دنیا کے کاموں اور فکروں سے فارغ ہو کر مسیح کے جلالی چہرے کو ڈھونڈا جائے۔ اور اس پر دیکھتے رہنے سے اپنی زندگی بھی جلالی بنجائے۔ پولوس دوسرے کرنتھیوں کے تیسرے باب کی اٹھارھویں آیت میں یوں کہتا ہے۔ "مگر جب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں تو اس خداوند کے وسیلے سے جو روح ہے ہم اسی **جلالی صورت** میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں (اس کے حاشیے کے ترجمہ کو بھی غور سے پڑھیں) اور فلپیوں کے تیسرے باب کی دوسری آیت میں کہتا ہے۔ "وہ اپنی اس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائیگا۔"

وزیر چند۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے نہایت سرگرمی سے کوشش کیجئے۔

بہشتی دجال

احادیث میں لکھا ہے کہ "حضرت محمد صاحب نے فرمایا کہ آدم کی خلقت سے قیامت تک کوئی مخلوق شر و فساد میں دجال سے بڑا نہیں (تحفۃ الاخیار ص ۱۹۱) پھر آیا ہے کہ دجال کے تابع ۷۰ ہزار یہودی ہونگے" (ص ۱۵۸۶)

مرزا صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تو مولوی صاحبان نے تقاضا کیا کہ وہ کونسا دجال ہے جسے آپ نے قتل کیا ہے۔ اس پر مرزا صاحب نے فرمایا کہ "دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان" (تحفہ گولڑویہ) "روس اور انگریز ہی دجال ہیں" "نصاریٰ کے علماء ہی بیشک دجال معہود ہیں" (حمامۃ البشریٰ) چونکہ عوام اہل اسلام دجال کو شخص واحد مانتے تھے۔ مرزا جی سے دجال کی شخصیت پر ایک ایسی بحث کی بنیاد پڑی کہ ختم ہونے میں نہیں آتی۔ ادھر آپ پادریوں کو دجال بناتے اور ادھر تمام جہان کے علماء آپ کی تردید کرتے رہے۔

دنیا میں ہمیں آجتک کوئی بھی مسلمان ایسا نظر نہیں آیا جو دجال کی کارروائیوں کو قابل تعریف قرار دے اور اس کی تقلید کو برخورداری تصور کرے مگر پیغام صلح مجریہ ۱۹ ش ۲۵ نے ہمارے تجربہ سابقہ کی تصحیح کر دی۔ چنانچہ شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے اسلامیہ کالج پشاور نے "اسلامی مدارس میں اخلاقی تعلیم" کے عنوان سے ایک طویل مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ

"اساتذہ انبیاء کے قائمقام ہوتے ہیں۔ جو انقلاب نبی اور مصلح کرتے ہیں وہ بڑا اور عظیم الشان ہوتا ہے۔ جس کام کو کہ انبیاء بڑے پیمانے پر کرتے ہیں یہی کام مدرسین اور اساتذہ کا بھی ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو انبیاء اور مصلحوں کے زمرہ میں دیکھیں"

نورافشاں

مطبوعہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء

بائبل مقدس اور زمانہ ماضی

بائبل مقدس ہمارے زمانہ کی تصنیف وتالیف نہیں ہے۔ وہ زمانہ ماضی میں کسی وقت تصنیف وتالیف ہوئی اس کے کل صحائف کسی فرد واحد کی تصنیف نہیں ہیں اس کے مصنفوں کا شمار ۳۹ کے قریب ہے۔ اس کے کل صحائف بھی ایک دو سالوں کے عرصہ میں تصنیف وتالیف نہیں ہوئے بلکہ قریباً ۱۵۰۰ سو برس کے زمانہ میں لکھے گئے ہیں۔ اس کے پہلے صحیفہ کی عمر قریباً تین ہزار چار سو پچیس برس کی ہو چکی ہے اور اس کے آخری صحیفہ کی عمر قریباً ۱۸۲۵ برس کو پہنچ چکی ہے۔ پس بائبل مقدس کی تصنیف وتالیف کا زمانہ دنیا کی قدیم سے قدیم مذہبی کتاب کی تصنیف وتالیف کا زمانہ ہے۔ جس سے تاحال دنیا آگاہ ہوئی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس زمانہ میں اہل دنیا سخت مذہبی تاریکی میں مبتلا تھے۔ زمانہ حال کے علمی ذرائع جس زمانہ میں ناپید تھے۔ جس زمانہ میں بنی آدم کا صرف ایک ہی مذہب تھا جسے ہم آجکل بت پرستی اور وہم پرستی سے نامزد کرتے ہیں۔ ایسے تاریک اور پر ظلمت زمانہ میں بائبل جیسی کتاب کا دنیا میں جنم لینا بائبل کے مصنفوں کا پیدا ہونا۔ بائبل کے صحائف کے مضامین کو منتخب کرکے لکھنا پھر بائبل کے معانی کی کتاب کو ماننے والوں کا پیدا ہو جانا وغیرہ ایسے معاملات ہیں جو ہمارے زمانہ کے لئے اگر معجزات نہ ہوں تو کم از کم ہمارے زمانہ کی سائنس کے مسلمہ معجزات سے کم نہیں ہیں۔

مانا کہ

بائبل کی تصنیف کے زمانہ میں ہندوؤں کے وید موجود تھے چینیوں کی مذہبی کتابیں اور بدھ کی تصنیفات موجود تھی۔ مانا کہ بابل ونینوہ اور مصر وفینکی اور ہند چین کی تہذیب وشائستگی موجود تھی۔ مانا کہ اس زمانہ کی اقوام میں لکھنے پڑھنے کا ہنر موجود تھا۔ مانا کہ دنیا میں بڑی بڑی اقوام اور اُن کی سلطنتیں موجود تھیں۔ جنکا مذہب اور جنکے عقیدے بھی قریباً یکساں تھے۔ مگر ہمارے زمانہ میں نہ کسی مذہبی کتاب کو وہ عروج نظر آتا ہے جو بائبل مقدس کو حاصل ہو چکا ہے نہ کسی مذہب کو وہ غلبہ حاصل ہو سکا ہے جو بائبل مقدس کے مذہب کو حاصل ہے۔ بائبل اور اُس کے مذہب نے ایک دفعہ اپنے مخالفوں پر عالمگیر فتح حاصل کر لی ہے۔ آج کے دن بائبل کی مخالف اقوام زمانہ حاضرہ کے علمی وسائل رکھتی ہوئیں اس کے اثر وغلبہ کے آگے بے مقدور ہو رہی ہیں۔ کیا یہ معجزہ سے کم حقیقت ہو

زمانہ ماضی میں بائبل کی ہستی کے شاہدوں پر غور کرو۔

یہ مضمون نہایت طویل ہے بائبل کی زندگی کے ۳۴۲۵ برسوں سے اس کا علاقہ ہے۔ یہ طول وطویل زمانہ وہ ہے جس میں بائبل مقدس کمی بیشی سے مخالف دنیا سے جنگ کرتی ہوئی ہمارے زمانہ تک پہنچی ہے۔ اس زمانہ میں بائبل پر خطرناک حملے مخالف دنیا نے کئے ہیں۔ انہوں نے اس کی ہستی مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے وہ بار بار اپنے دشمنوں کے محاصرہ میں آئی۔ وہ بار بار اپنے مخالفوں کی لوٹ بنی۔ انہوں نے کئی دفعہ اسے آگ کے حوالے کیا انہوں نے بائبل ماننے والوں کو دائرہ ہستی سے مٹانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ آج کے دن دنیا کی کوئی قوم نہیں مل سکتی جسکی اولاد حکمران نے بائبل اور بائبل ماننے والوں کو فنا کرنے کی کوشش نہ کر دیکھی ہو اور آخرکار بائبل سے شکست نہ کھائی ہو۔ زمانہ ماضی بائبل کی ہستی کی یادگاروں سے اٹا پڑا ہے۔ اسکی شکست وفتح کے کارناموں سے بھرا پڑا ہے۔ یہاں پر گنجایش نہیں کہ ہم بائبل کی گذشتہ یادگاروں کی فہرست بھی نقل کر سکیں۔ زمانہ ماضی میں بائبل خدا کی قدرت ظاہر وثابت ہوتی آئی ہے۔ اس نے اقوام دہر کو۔ اُس کی سلطنتوں کو۔ اُن کے مذاہب وعقائد کو تہ وبالا کیا۔ انہیں الٹ ڈالا۔ ان کی طاقتوں کو فنا کر ڈالا۔ اُن کو اپنا غلام بنا ڈالا۔ آج کے دن ان اقوام کی اولاد بائبل کی محافظ بن رہی ہے۔ ہنوز بائبل کی جنگ دنیا کی مخالف اقوام سے جاری ہے۔ بائبل مقدس نے ابتدا سے آجتک دنیا سے صلح کی درخواست نہیں کی ہے۔

بائبل اور اقوام دہر کی جنگ

بائبل مقدس کو اقوام دہر سے جنگ کرتے ہوئے ۳۴۲۵ برس گذر چکے ہیں۔ یہ بات ماننے کے لائق ہے کہ اس طویل زمانہ میں بائبل کے وجود پر دشمنوں کے ہاتھوں سے بہت سے زخم لگے ہوں۔ اس کے بعض قیمتی اجزا بائبل سے جدا ہو گئے ہوں جو اب کبھی موجود نہ ہو سکتے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بائبل کے عاشقوں نے بائبل کے بعض خفیف زخموں کی مرہم پٹی کی ہو اور امتداد زمانہ سے وہ جزو بائبل خیال کر لی گئی ہو لیکن زمانہ بائبل کے جنم دن سے تا حال بائبل ماننے والوں سے کبھی خالی نہیں پایا گیا جنگ عظیم میں جو دنیا کی افواج کے افسر تھے۔ ٹانگ بازو و آنکھ کٹا کر بیکار ہو کر گھروں کو واپس آ گئے تھے۔ اہل دنیا نے ان کی شخصیتوں کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ نہ ان کے اصلی وقابل اعتبار ہونے پر

سوال اُٹھایا۔ برعکس اس کے وہ زیادہ قابلِ عزت متصور ہوئے۔ ایسے ہی بائبل مقدس بھی اپنے بعض نکتوں کو اور بعض اجزا کو ضائع کرنے سے کم اصلی اور ناقابل اعتبار نہیں ہوگئی۔ بلکہ وہ اہلِ بصیرت کی نظر میں اور بھی زیادہ اصلی اور قابلِ اعتبار ہوگئی ہے۔ وہ تو کتابی دنیا کا بلکہ مذہبی دنیا کل فاتح کتاب ہے وہ تو اور بھی زیادہ عزت و حرمت کی مستحق ہے۔

شذرات

اکثر اصحاب یہی غلطی مسیحیوں سے یسوع مسیح کا اندازہ لگاتے ہیں۔ انہوں نے مسیحیوں کو یسوع مسیح کی سچائی اور صداقت کی کھسوٹی مقرر کر لیا ہے۔ پر اصلی بات یہ ہے کہ ہم مسیحیوں کو یسوع مسیح کی سچائی کی کھسوٹی نہیں بنا سکتے۔ نہ مسیحیوں کی مسیحیت کو کھسوٹی قرار دے سکتے ہیں۔ بلکہ اگر ہم نے مسیحی صداقت کی پہچان تک پہنچنا ہے تو ہم نے خود یسوع مسیح کو سچے مسیحیوں اور سچی مسیحیت کی کھسوٹی قرار دینا ہے۔ کیونکہ ہر ایک صداقت کی پہچان کا گُر اور معیار صرف یسوع مسیح ہے۔

دنیا بھر کی کتابوں میں صرف بائبل ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہماری موجودہ ضرورتوں اور حاجتوں سے موافقت رکھتی ہے اور ہمارے اندر نئی ضرورتوں اور نئے جذبات کو پیدا کرتی ہے۔ جس ملک و قوم میں بائبل کی عزت نہیں ہوتی وہ آج کے زمانہ میں بائبل پڑھنے والی اقوام سے ہر بات میں پیچھے ہے۔ بائبل نئی انسانیت اور نئی قومیت کی ماں ہے۔

آسمان کی بادشاہت کے دروازے گو ہر ایک بشر کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ پر اس میں وہی داخل ہوتے ہیں جن پر دنیا کی چیزوں کے۔ دنیا کی فکروں کے۔ دنیا کی عیش و عشرت کے جھاڑ اور جھنڈل لدے نہیں ہوتے۔ جو حلیم و غریب اور سادہ دل اور بچوں کا سا ایمان اور عجز و انکساری رکھتے ہیں۔ دوسرے دنیوی زندگی کے جھاڑ اور کانٹے لیکر جو داخل ہونے کی کوشش کرتے وہ تنگ دروازہ دل میں پھنسکر رہ جاتے ہیں۔ وہ نہ خود اس میں داخل ہو سکتے اور نہ دوسروں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔ یسوع مسیح لاعلاجوں کا معالج ہے۔ وہ ان کے لئے ہرگز نہیں آیا جو اپنا علاج دوسروں سے کرا سکتے ہیں یا بھلے چنگے ہیں یا اپنی بابت تندرست ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ مگر بیماروں کے لئے آیا اور وہ بھی اُن بیماروں کے لئے آیا جو فی زمانہ لاعلاج مرنے والے ہیں۔ اس لئے وہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کے مریض نہیں چھینتا ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ اُن کی تلاش میں رہتا ہے جو دنیا کے ڈاکٹروں اور حکیموں کی نظروں سے دور ہو چکے ہیں۔

زمانہ حاضرہ میں بہت سے لوگ ہیں جو سچی روشنی اور ہدایت کے منتظر ہیں۔ وہ نہایت بے قراری سے الٰہی روشنی کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ پر آفتاب صداقت اُن پر تاباں ہے۔ اُس کی روشنی سے ان کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو رہی ہے۔ پر افسوس ہے کہ انہیں الٰہی روشنی میں اور مصنوعی روشنی میں امتیاز کرنا نہیں آتا۔ وہ جس شے کی تلاش کرتے ہیں اُسے وہ پہچانتے نہیں۔ اسی حالت میں اُن کی زندگی تمام ہو جاتی ہے اور وہ کبھی اپنے مقصود تک نہیں پہنچتے ہیں۔

سڈنی میں سنٹرل ریلوے سٹیشن پر ہڑتالیوں اور پولیس کے درمیان تصادم ہو گیا۔ مسٹر میکرن نے چند خفیہ پولیس کے آدمیوں پر جبکہ وہ ایک قیدی کو جیلخانہ میں لے جا رہے تھے حملہ کر دیا۔ پولیس نے فسادیوں کو پستول دکھا کر منتشر کر دیا۔ ملبورن۔ وفلکٹن میں بہت سے ہڑتالیوں کو سزائے قید دی گئی ہے۔

(عام)

مسیح کی شخصیت اور کام

حق کے مخالفین وکلا ذہین ہمیشہ مسیح کی مخالفت میں یہ پوچھتے رہے کہ تو کون ہے؟ اس یہودی سوال کی حقیقت ہم انجیل کے ذیل کے بیان سے کرتے ہیں۔ متی کی انجیل ۲۲: ۴۲ میں خود مسیح خداوند ہی اس سوال کو اُٹھاتا ہے کہ مسیح کی بابت تمہارا کیا خیال ہے؟ مسیح کی موجودگی میں دو خاص فرقے تھے۔ فریسی اور صدوقی۔ فریسی شریعت کے قائل تھے اور اس پر قائم رہتے تھے۔ اور نہ صرف شریعت پر قائم رہتے تھے بلکہ وہ شریعت موسوی کے سخت پابند تھے۔ صدوقی اُن کے مقابلہ میں گو مذہب کی پرواہ کرتے تھے۔ مگر آزاد خیال تھے۔ یہ قیامت کے قائل نہ تھے۔ مسیح کی تعلیم ان دونوں فرقوں کے برخلاف تھی۔ اس لئے وہ مسیح کے برخلاف سازشیں کرتے تھے اور مشکل اور پیچیدہ سوالات کیا کرتے تھے۔ ان ہر دو فرق کی تسلی کے لئے اور اپنے شاگردوں کی تعلیم کے لئے اس نے خود اپنے شاگردوں سے دریافت کیا کہ مسیح کی بابت تمہارا کیا گمان ہے۔ یہی بڑا سوال ہمارے زمانہ کا ہے۔

(۱) مسیح کی انسانیت۔ اکثر لوگ مسیح پر سوالات کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ آجکل کے مذاہب کرتے ہیں۔ کہ مسیح کس طرح خدا اور آدمی تھا۔ یہاں آکر اُن کی عقلیں مفقود ہو جاتی ہیں کہ انسان ہو۔ اور خدا بھی۔ لوگ اگر اُسکی انسانیت ثابت کرتے ہیں تو اُن کی الوہیت چھپ جاتی ہے اور جب الوہیت ثابت کی جاتی ہے تو انسانیت چھپ جاتی ہے۔ مقابلہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح کامل انسان اور مظہر خدا تھا۔ وہ ابن آدم کی حیثیت میں انسان کامل تھا۔ وہ ...... عدالت کے تخت پر انسان کا نمائندہ ہو کر بیٹھا ہوا ہے گویا اس میں ہو کر انسانیت پکار رہی ہے کہ تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور یہ سلوک نہ کیا۔ یہ عدالت حقیقت میں انسانیت کا تقاضہ

ہے۔ وہ اس تقاضے کو پورا کرنے کے لئے انسان کا ذمہ دار بنا۔ یسوع کامل انسان تھا۔ اس لئے وہ ہم حاجتمندوں کو اپنا چھوٹا بھائی قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر تم انسانیت کا کمال دیکھنا چاہتے ہو تو میرے پاس آؤ اور اگر الوہیت کا کمال ظہور دیکھنا چاہتے ہو تو مجھے اور میرے بھیجنے والے کو قبول کرو۔ کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اس میں مجسم ہو کر سکونت پذیر ہے۔ اس لئے ہر ایک قوم کو ماننا پڑا کہ وہ واقعی ایسا شخص تھا۔ بائبل کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بے گناہ تھا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں تھا۔ لوگ موقع تلاش کرتے تھے کہ اُس پر گناہ ثابت کر کے اس کا فتویٰ حکام وقت سے کریں اور قصوروار ٹھہرا دیں۔ مگر وہ ناکام رہے۔ مسیح نے ایک دفعہ کہا کون مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے۔ چنانچہ یوحنا ۱۹: ۴ آیت میں لکھا ہے کہ پلاطوس نے کہا کہ اس میں کوئی جرم نہیں پاتا۔ مسیح گنہگار نہیں تھا۔ وہ کوئی کمزور نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک پہلوان تھا۔ اسکو پورا اختیار تھا۔ ہیکل میں اُس نے سوداگر اشیا فروشوں کو ایک رسی کے کوڑے سے نکال دیا۔ وہ ڈرتا نہیں تھا۔ متی کی انجیل کے ۲۳ باب میں اُس نے اُن مخالفین فریسیوں کو سات دفعہ ریاکار کہا۔ انسان ہونے کی صورت میں اُس نے دکھ سہا۔ چھ دفعہ عدالت میں سے گذرا۔ باوجودیکہ اُس پر سختی کا اثر مزید تھا۔ مگر وہ رحمدل تھا اور ہمدردی کا شہزادہ تھا اور دنیا کا دوست۔ انجیل میں کم از کم دس دفعہ لکھا ہے کہ اُس نے ترس کھایا۔ اس کی عقل زبردست عقل تھی۔ چنانچہ عالم شرع کو بھی دنگ کر دیتا تھا۔ زمانہ طفولیت میں ہیکل کے استاد اس کے سوال و جواب سے دنگ ہو جاتے تھے۔ جب اُس سے فریسیوں نے سوال کیا۔ سو وہ بالکل بول نہ سکے اور جواب سے عاجز رہے۔ اُس وقت سے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ انہیں زبردست دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف انسان تھا بلکہ انسان سے بھی بڑا تھا۔

(۲) **مسیح مظہر خدا تھے۔** معترض اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح انسان خدا کس طرح ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین و منکرین نے اس کو اس وجہ سے صلیب پر چڑھایا کہ انہوں نے انسان میں خدا کی صورت نہیں دیکھی۔ وہ خود کہتا ہے میں خدا کا بیٹا ہوں۔ میں اور خدا ایک ہیں جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔ اس کی پیدائش معجزانہ تھی۔ وہ روح القدس کی معرفت ایک کنواری سے پیدا ہوا۔ دوسرے اس کی معجزانہ قدرت سے اُس کے خدا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مفلوج کو یہ کہنا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے آسان نہیں تھا۔ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ ہاں اسکو اختیار تھا وہ خود مختار تھا۔ وہ کلام خدا ہے۔ مکاشفہ ۱۹: ۱۳ میں۔ حقیقت میں وہ کلام ہی خدا تھا۔ وہ جسمی صورت میں ظاہر ہوتا رہا اور وہ خدا کا روح تھا۔ ططس ۲: ۱۳ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نجات دینے والا اور بزرگ خدا کہلایا ہے۔ یوحنا رسول اپنے خط میں اُس کو سچا خدا کہتا ہے۔ جو سب سے بڑا ہے۔ متی ۲۷: ۵۴ میں ہم پڑھتے ہیں کہ مخالفین کی زبان ثابت کر رہی ہے کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا ہے اور یوحنا ۹: ۳۵ تا ۳۸ مسیح نے اندھے کو کہا کہ تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے۔ اندھے نے کہا وہ کون ہے مگر مسیح نے کہا تو اُسے روبرو دیکھتا ہے۔ پھر متی ۲۶: ۶۳ میں مخالفین پوچھتے ہیں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہمیں بتا۔ تو مسیح نے کہا تو خود کہتا ہے۔ یہی وجہ اُن کی مخالفت کی تھی کہ وہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ یسوع کا اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دینا اُن کی سمجھ میں کفر تھا۔ اس کفر کے سبب سے اُنہوں نے اس پر بغاوت کا اور موت کا فتوے دیا۔ وہ ہر ایک فتوے میں روسیاہ ہوئے۔ کفر اور بغاوت کے الزام میں عدالت میں ہار گئے۔ گواہوں میں اختلاف پڑ جانے کی وجہ سے سردار کاہن نے پوچھا کیا تو ستودہ کا بیٹا مسیح ہے۔ تو یسوع نے صاف صاف کہا۔ ہاں میں ہوں۔ انسانی گواہی اُس کے بیٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ نہ صرف انسانی گواہی۔ بلکہ آسمانی گواہی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ جس سے میں خوش ہوں۔ اب تین گواہ ہوئے۔ مسیح خود۔ انسان اور اُسکی شہادت روح القدس کے ذریعے۔ کیونکہ باپ کا روح اُس میں تھا۔

(۳) **مسیح کا کام۔** دنیا کو نجات دینا اُس کا کام عظیم اور فرض اولین تھا۔ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ تھا۔ نہ صرف نمونہ بلکہ نمونے سے کہیں زیادہ۔ اگر مسیح صرف نمونہ ہوتا تو وہ کچھ بھی نہ تھا۔ بلکہ اُس نے دنیا کا گناہ اُٹھا لیا اور اپنی پیاری جان دی اور سرفرازی حاجتمندوں کی زندگی میں داخل کر کے حاجت رفع کی اور ہم جو اپنے قصوروں پر صدقہ ہوئے ہوئے تھے۔ جلایا اور زندگی کا وارث بنایا۔ اس لئے پولوس رسول کہتا ہے۔ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ پر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس لئے اعمال ۴: ۱۲ میں آیا ہے کہ کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے نیچے کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے نجات ہو۔ مسیح اپنے کام کو پورا کر کے جلالی حالت میں باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اب ہم بھی اس جلالی حالت میں اس کے ساتھ باپ کے دہنے ہاتھ سرفراز ہونگے۔ آمین۔

اللہ دتا مرس گھٹیالوی

برطانوی گورنمنٹ کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ترک علاقہ متنازعہ میں عیسائی گاؤں کے گرد گھیرا ڈال رہے ہیں۔ اُنہوں نے وہاں کے باشندوں کو شمال کی جانب دھکیل دیا ہے۔ ان میں سے کئی ایک بھاگ نکلے ہیں اور انہوں نے سرحد عراق پار کر لی ہے۔ مسٹر ایمرے نے یہ معاملہ لیگ اقوام کی کونسل کے سامنے پیش کر دیا ہے (عام)

ورن آشرم

ہم ناظرین کرام کی ضیافت طبع کیلئے ہمعصر آریہ گزٹ لاہور کے فاضل اڈیٹر کے خیالات "ورن آشرم" پر درج اخبار کرتے ہیں اور فاضل اڈیٹر کی فراخ دلی کی داد دیتے ہیں۔ پر اس کے ساتھ ہی جناب سے اس قدر استفسار کی جرات کرتے ہیں کہ اگر ورن آشرم کا موجودہ دھارن وید وغیرہ کے ورودھ ہے اگر ورن آشرم دھرم کرم پر منحصر ہے تو ہمارے آریہ دوست کرم میں کس بات کی عیسائیوں اور مسلمانوں پر فضیلت رکھتے ہیں جس کی وجہ سے اُن سے کھان پان اور بیاہ شادی ناممکن ہو رہی ہے؟ اڈیٹر۔

پراچین آریہ جاتی کی ہر ایک بات قانون قدرت پر مبنی ہے۔ آج مشقت کی تقسیم پر بڑا زور دیا جا رہا ہے لیکن آریہ جاتی نے ویدوں کے آدھار پر اس قسم کی مستقل اور مناسب تقسیم کر چھوڑی تھی کہ اس کی موجودگی میں باقی تمام طریقہ ہائے تقسیم بالکل مصنوعی اور غیر قدرتی ہیں۔ سوسائٹی کو چار ورنوں یعنی برہمن کشتری۔ ویش اور شودر میں منقسم کرکے آریوں نے سوسائٹی کو مکمل بنا دیا تھا۔ اس تقسیم کی بدولت جاتی کے تمام افراد کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی خداداد طاقتوں اور قویٰ کی نشوونما کرکے اُن سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے اس ورن آشرم کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر ایک آدمی اپنی طبیعت اور یوگیتا کے انوسار اپنی جاتی کی سیوا کرتا تھا۔ اس سے دولت کی تقسیم نہایت اعلیٰ طریقہ پر ہوتی تھی۔ نہ کوئی دُکھ رہنے پاتا اور نہ کوئی کلیش۔ چاروں طرف آنند تھا اخلاقی اور مادی ترقی تھی۔ شانتی اور اُنتی ایک وقت پراپت تھیں۔

لیکن یہ ورن آشرم موجودہ ذات پات کی مانند ہرگز نہ تھا۔ آجکل ذات پات کا سسٹم تو پراچین ورن آشرم کا عین اُلٹ ہے۔ پراچین کال میں نہ کوئی خون سے برہمن ہوتا تھا اور نہ ہی جنم سے شودر۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے گن کرم سبھاؤ کے انوسار سماجک پوزیشن دی جاتی تھی۔ کرنل السکاٹ فرماتے ہیں کہ ہندو موجودہ ذات پات کی چار دیواری میں گھرے ہوئے نہیں تھے۔ بلکہ اس امر کی اجازت تھی کہ خود وہ اپنی کوشش سے بڑی سے بڑی سماجی پوزیشن کو حاصل کریں اور خواہ پست سے پست اوستھا میں چلے جائیں۔ ایک برہمن کا بچہ یقیناً کبھی کشتری ہو جاتا تھا۔ کبھی ویش اور شودر۔ اور اسی طرح سے شودر بھی کشتری اور کبھی برہمن بنجاتا تھا۔ شنکر دگ وجے میں لکھا ہے۔

سنسکرت

یعنی جنم سے تمام شودر ہیں محض افعال کے ذریعے انسان دوج بنتے ہیں۔ ویدوں کے ادھیین سے منش وپر بنجاتے ہیں اور پرماتما کا گیان حاصل کرنے سے براہمن۔

مہابھارت کے بن پرب میں صاف لکھا ہے کہ جس منش میں سچائی۔ فیاضی۔ شرافت۔ دیا۔ اور تپ وہ یک آدمی گن موجود ہیں۔ وہی برہمن ہے۔ منش محض برہمن کے گھر پیدا ہونے سے برہمن نہیں بن سکتا۔ اور نہ ہی شودر کے گھر پیدا ہونے سے کوئی شودر ہو سکتا ہے۔

اتیریہ براہمن میں مرقوم ہے کہ کوش ایلوش جو جنم سے شودر تھا اور ایک نیچ ماتا کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اپنی علمی یوگیتا کے کارن بڑا مانیہ سمجھا جاتا تھا۔ چھاندوگیہ اپنشد میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ستیہ کام جس کا اصلی نام جبالا تھا اپنا کوئی گوت نہ رکھتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے وہ یجروید کے ایک سمپردائے کا بانی ہوا۔ کیا وشوامتر اور والمیک جنم کے شودر نہ تھے؟ لیکن انہیں ان کی یوگیتا کے کارن کتنا اونچا درجہ دیا گیا۔ یونان کا سفیر میگستھنز لکھتا ہے کہ "کسی جماعت کا ہندو اپنی لیاقت سے براہمن بن سکتا تھا"۔

کرنل ٹوڈ لکھتے ہیں کہ سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کے ابتدائی زمانہ میں پروہت کا منصب موروثی نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ ایک پیشہ ہوتا تھا۔ اور خاندانوں کے شجرہ نسب سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی دفعہ ان جاتیوں کی شاخیں برہمن گوتر سے شروع ہوئیں لیکن اُن کے جانشین کشتری جماعت میں شامل ہو گئے۔ کوئی موروثی ذات پات کا بندھن نہ تھا۔ لوگ بغیر ذات پات کی کڑی قید کے موروثی ذہانت کا فائدہ اُٹھا سکتے تھے۔ سترھویں صدی میں بھی راجپوتانہ کی ریاست جیسلمیر کے مہاراول امر سنگھ نے تمام بھٹی راجپوتوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے ہندو دھرم میں داخل کر لیا۔

سوامی شنکر اچاریہ مالابار کی اونچی برادری براہمن جاتی میں سے تھا۔ جنکی باریک بینی اور دماغی اُنتی کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ایک دفعہ جب آپ جا رہے تھے تو ایک شودر سامنے آتا دکھائی دیا۔ آپ اس شودر سے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ۔ شودر بدھمان تھا اُس نے کہا کہ اتنے گیانی اور ودیاونتی ہو کر ابھی تک ایسے اپنائے پورن بھرموں میں گرفتار ہو۔ شنکر اچاریہ یہ شبد سُنکر حیران رہ گیا۔ اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔

مذکورہ بالا تواریخی بیانوں سے سپشٹ ہوتا ہے۔ کہ پراچین آریہ جاتی ورن آشرم کی قایل تھی اور ہر ایک منش کو اُنتی کرنے کا پورا اختیار دیتی تھی موجودہ ذات پات کے بندھن کا نام ونشان بھی اس وقت موجود نہ تھا اور آریہ جاتی اس قسم کی قدرتی تقسیم کی بدولت دھن دھان سے مالامال تھی۔ علم وہنر کی دولت سے مستفیض تھی بیماریاں کافور تھیں اور دنیوی مصائب دور۔ مگر افسوس کہ آجکل آریہ ہندو جاتی نے اپنی گراوٹ اور حیات

کے باعث ذات پات کو مصیبت کا کارن بنا دیا ہے۔ غیر مذاہب والے ہمارا مضحکہ اڑاتے ہیں اور ہمارے انگوں کو کاٹ کاٹ کر ہمارے ساماجک شریر کو اتی دربل بنا رہے ہیں۔ آج پنڈت دینا یال بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ پنڈت الویر میرے بھائی ہیں لیکن نہیں اور نہ وہ ایک دوسرے کا کھانا کھاتے ہیں بھلا اس میں بڑائی کی کیا بات ہے یہ تو لجا کی بات ہے۔ آج اپنے دلت بھائیوں کو کنوؤں پر نہیں چڑھنے دیا جاتا۔ لیکن ضیافتوں میں گوشت خوروں کے ساتھ تو ایک ہی قطار میں یا ایک ہی میز پر یا بالمقابل کھانا کھایا جاتا ہے۔ اگر اتنا ہی ساتوک برتی کا خیال ہے۔ اور شدھ پرانوؤں کا ریہ ہے۔ تو پھر تمام چھوت چھات کے شیدائیوں کو ہندوستان سے ہجرت کر جانا چاہیے۔ کیونکہ جہاں اتنی گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور اتنے جانور مارے جاتے ہیں وہاں کا وایو منڈل کیسے شدھ رہ سکتا ہے؟ جہاں اس قدر غلامی ہے۔ اور جہاں ہمارا تمام کاروبار اشدھ ذرائع سے آتا ہے۔ وہاں ان کیسے شدھ ہو سکتا ہے؟ اور من کیسے شدھ رہ سکتا ہے؟ لیکن یہاں تو غریب دلتوں یا اُن کی سیوا کرنے والے آریہ سماجیوں سے نفرت کرنا ہی دھرم ہے۔ ورنہ انگریزوں کا حکمران ہونے کے باعث اور مسلمانوں کا حکمران رہ چکنے کے باعث دونوں کا ان تمام نہاد ادھیہ ورن دھاری ہندوؤں اور براہمنوں پر خوفِ عظیم طاری ہے اور وہاں ساتوک برتی کے تمام اصول بڑے شدومد کے ساتھ نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔

ڈیلی ایکسپریس نے قاہرہ کا ایک تار شائع کیا ہے کہ مستقبل قریب میں شاہ حسن ابن سعود اور برطانیہ کے نمائندوں میں حجاز کی نازک صورت معاملات کے متعلق بمقام جدہ ایک کانفرنس ہوگی۔ (عام)

اوتار اور آریہ

ایک مسیحی رسالہ میں جو حال ہی میں پنجاب میں شائع ہوا ہے۔ ایک سوال درج ہوا ہے کہ اگر مسیح کو "اوتار" کہا جائے تو کیا ہرج ہے اور کہ مسیح اور ہندو اوتاروں میں کیا فرق ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ اوتاروں کی زندگیاں مسیح کی زندگی سے ہرگز مشابہ نہیں ہیں۔ بلکہ مسیح کو اوتار کا درجہ دینے میں یہ بھی ہے کہ اوتاروں کی سوانح حیات ہرگز مسیح کی شایان شان نہیں ہیں۔ اتفاق سے ہمیں پرکاش لاہور کی اشاعت مجریہ ۳۰ اگست میں پنڈت لوکناتھ صاحب آریہ اپدیشک کے قلم سے مرقوم ایک مضمون معنون بہ "اوتار واد کے کارک ہیتو" میں اسکی تائید وتصدیق مزید مل گئی ہے۔ سدرشن اخبار کے کرشن نمبر کے جواب میں پنڈت جی موصوف لکھتے ہیں کہ میں نے صرف چار اوتاروں ہی پر اعتراض کئے اور باقی اوتاروں کی نسبت اعتراضات اس لئے نہیں کئے کہ پرانوں کے مانے ہوئے دس اوتاروں میں سے چار اوتار تو پشو (جانور) ہیں یعنی پہلا مچھ اور دوسرا کچھ تیسرا ورہا (سؤر) چوتھا نرسنگھ۔ پشوؤں پر اعتراض کرنا پشوپن ہے۔ اس لئے اُن پر اعتراضات نہیں کئے گئے۔ سادھارن پرش کو پشو کہتے ہیں شرم آتی ہے۔ مگر ایسے عقل کے دشمن بھی ہیں جو ایشور کو پشو مانتے ہیں۔ ایک اوتار بدھ کو پرانک لوگ مانتے ہی نہیں۔ اس لئے اعتراض نہیں کیا اور ایک اوتار نش کلنک ابھی ہوا ہی نہیں۔ باقیماندہ چاروں اوتاروں پر اوتار واد کے کارک ہیتو کے درودھ دوش (عیب) سے ان کو نش ثابت کیا ہے۔ وہ ایشور نہیں تھے۔ سنئے پرسرام کے پتا کو سہسر باہو ارجن نے مارا تھا۔ اس سے ناراض ہو کر (بقول پورانوں کے) پرتھوی پر سے کھشتریوں کا صفایا کیا۔ کیہ جی (حالانکہ) گر اپنے گھر کے اپنے پرانوں کا گیان تھا نہ کم ہے۔ جو یہ لکھ دیا کہ راجہ لوگوں کا شکار بڑھا ہوا ہے۔ راجہ لوگ تو سہسر باہوؤں سے تنگ تھے۔ مگر پرسرام نے سوکھے کے ساتھ گیلوں کو بھی بھسم کر دیا۔۔۔ آپ کو یاد رہے کہ پرسرام اوتار نے رامچندر اوتار سے چھیڑ خانی ضرور کی۔ آخر کار ایک پورناک اوتار نے دوسرے پورناک اوتار کو نیچا دکھایا یا یہ کہ ایک ایشور بڑھیا اور دوسرا گھٹیا ثابت ہوا۔ ذرا پرانوں کو الٹ پھیر کر دیکھنے سے آپ پر یہ روشن ہو جائیگا کہ پرسرام نے دس ماہ گربھ میں رکھنے والی اپنی ماتا کی بھی گردن کاٹ لی تھی۔ کیہ جی ذرا سوچ سمجھ کر لکھتے کہ دھوبی کے کہنے پر سیتا جی کو تیاگ دینا ستی سیتا کے اخلاق پر کتنا بدنما دھبہ ہے۔ راج نیتی تو یہ تھی کہ اعتراض کرنے والے کو سمجھا دیا جاتا کہ سیتا جی راون کے پاس رہ کر بھی پوتر رہی ہیں۔ تمہارا شک جھوٹا ہے۔ اس کے عوض اپکیرتی کے کارن رامچندر جی نے سیتا کو تیاگ دیا۔ اپنے اور اس کے لئے شرمندگی پیدا کی۔ مہاراجی آپ کی راج نیتی پر کیا کوئی پورانک آجکل مریادا پرشوتم رامچندر جی کی اس راج نیتی پر عمل کرنے کو تیار ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ سیتا جی پوتر تھیں اور رامچندر جی کی یہ **سخت غلطی** تھی۔ کرشن جی کی سولہ ہزار آٹھ سو رانیوں اور گوپیوں سے گندھرب دواہ کا ذکر بھاگوت کے دشم سکند میں خوب غور سے پڑھیں جہاں کرشن کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تک کہا گیا ہے۔ یہ کرم گیانی منشوں کے بھی نہیں ہو سکتے پھر ایشور کے کیسے الخ۔

(صفحہ ۱۳ و ۱۴ - ۳۰ ۸/۲۵ پرکاش)

اکثر تو واقف ایسے ہیں جو مسیح کو اوتار قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ بھی نہیں جانتے کہ اوتار کیا ہیں۔ پس مندرجہ صدر اقتباسات کے مطالعہ کے بعد امید ہے کہ کسی

صاحب کو یہ جرات نہ ہوگی کہ وہ خداوند یسوع مسیح کو "اوتار" کے نام سے یاد کرے۔

خاکؔ

سرکاری اعلان

امیدواران امتحان ای۔اے۔سی کی آگاہی کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ اے۔ای سی کا امتحان مقابلہ کرشل انسٹیٹیوٹ ہال میں جو سنٹرل موڈل سکول لاہور۔ کے حاطہ میں ہے ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء کے روز سے شروع ہوگا۔

پنجاب میں مسیحیت کی ترقی

ملک فیروز خاں صاحب نون بیرسٹر ایٹ لا کی ایک مراسلت مسلم اوٹ لک کی ایک تازہ اشاعت میں درج ہوئی ہے۔ جس میں اُنہوں نے پنجاب میں مسیحیت کی حیرت انگیز ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۸۸۱ء میں پنجاب میں عیسائیوں کی مجموعی تعداد (۳۴۵۶) تھی۔ اس میں فوجی انگریز بھی شامل تھے۔ اور اس وقت یہاں غالباً کوئی ہندوستانی عیسائی نہیں تھا۔ مگر ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صوبے میں عیسائیوں کی تعداد (۳۴۴۲۵۹) ہے اور ان میں سے تقریباً (۱۳۱۵۰۳) ہندوستانی عیسائی ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد (۱۶۳۹۹۴) تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ محض گذشتہ دس سال کی مدت میں ان کی تعداد حیرت انگیز سرعت کے ساتھ کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ مختلف اضلاع پنجاب میں گذشتہ دس سال کے اندر مسیحیت کی ترقی کی وضاحت کے لئے ملک صاحب نے ذیل کا نقشہ پیش کیا ہے۔

حصار	۷۵۱
رہتک	۹۶۹۹
کرنال	۲۳۳۸
امرتسر	۸۰۱۰
گجرات	۱۸۰۳
منٹگمری	۹۸۲۷
کپورتھلہ	۹۹۳

پیغام صلح ۵ اگست ۱۹۲۵ء

ہم اس ترقی پر نظر ڈالتے ہوئے جب مرزا صاحب کے مسیحائی کے دعوے کا خیال کرتے ہیں اور دجال کی فتح کے واویلہ کو سوچتے ہیں تو آپ کی مسیحائی کا رنگ اُڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ ناظرین آپ کا کیا خیال ہے؟

عمامہ اور اسلام

مولویوں کا جبہ اور عمامہ بہت ہی مقدس چیزیں سمجھی جاتی ہیں۔ اگرچہ ہمیں آج تک یہ سمجھ نہیں آئی۔ کہ اسلام میں ان چیزوں کو کیا اہمیت دی گئی ہے اور کہاں علم کے ساتھ انہیں وابستہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلعم سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ آپ جبہ اور عمامہ پہنا کرتے تھے۔ آپ تو سادگی لباس کی وجہ سے مجلس میں بیٹھے ہوئے پہچانے بھی نہ جاتے تھے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر حضرت عمر اور دیگر بزرگ صحابہ اور خلفا ایسے تکلفات سے قطعاً آزاد تھے۔ لیکن آج مولویوں نے دین کو نہ صرف رسم و رواج کا مرقع بنا رکھا ہے۔ بلکہ اپنی فضیلت علمی کے اظہار کے لئے جبہ و دستار کو بھی ایک خاص اہمیت دے رکھی ہے۔

ترکی میں جہاں اور بہت سی اصلاحات عمل میں لائی گئی ہیں وہاں عمامہ کی خاص طور پر اصلاح کی گئی ہے۔ پہلے وہاں مولوی سبز پگڑی پہنا کرتے تھے۔ اس کو ترکوں نے بند کیا۔ اب علماء کو عمامہ کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس شرط پر کہ اُنہیں سرکاری دفاتر میں عمامہ کو سر سے اُتارنا پڑیگا۔

اس کے علاوہ ترکی حدود کے اندر تمام تکیوں خانقاہوں اور شیوخ۔ درویشوں وغیرہ کے سلسلے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امید ہے کہ یہ اصلاحات جدید ترکی کے لئے بہت مفید ثابت ہونگی۔ اور صرف مولوی پرستی کی فضا ایک حد تک مٹ کر لوگوں میں آزاد خیالی کی سوچ پیدا ہوگی۔ بلکہ مولوی صاحبان کو کم از کم سرکاری دفاتر میں سروں سے عماموں کا بوجھ اُتار دینے سے بات کرنے کا سلیقہ پیدا ہوگا۔

ضلع گوڑگاؤں میں ڈیڑھ سو عیسائیوں کی شدھی

پادری صاحب بھی آریہ سماجی بنگئے

ہمیں خبر ہذا کی صداقت میں شبہ ہے۔ تو بھی علاقہ مذکور کے محافظ مسیحیوں کی آگاہی کے لئے خبر ہذا کو درج خبار کرتے ہیں۔ اگر یہ خبر غلط ہو تو اس کی تردید کی جائے اگر سچ ہو تو شدھی کا سدباب کرنے کی تدابیر پر عمل کیا جائے۔ ایڈیٹر۔

گوڑگاؤں ۱۶ ستمبر۔ موضع دین نگر ضلع گوڑگاؤں میں عرصہ سات آٹھ سال سے یہاں کے کل اچھوت بھائی ایک پادری کے ورغلانے سے اور باشندگان دیہ کے ظلم کی وجہ سے عیسائی ہو گئے تھے۔ مگر اب لالہ رام سروپ گوڑگاؤں ڈائرکٹر شدھی سبھا آگرہ کی ۴ یوم کی بار بار کوشش اور پادری صاحب سے مباحثہ کرنے اور سمجھانے سے ۱۵۰ اچھوت بھائی پھر سے ویدک دھرم کی گود میں آ گئے ہیں اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ پادری صاحب بھی بڑی خوشی اور جوش کے ساتھ شدھ ہوکر آریہ سماج کے ممبر بنگئے ہیں۔ (بندے ماترم)

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔

خبریں

احمد آباد ۱۴ ستمبر۔ کلکتہ سے واپس احمد آباد آنے مقامی مزدوروں کا ایک ڈیپوٹیشن مہاتما گاندھی جی کی سیوا میں حاضر ہوا۔ ڈیپوٹیشن نے مہاتما جی سے درخواست کی کہ آپ ہمارے دکھ دُور کرنے کی کوشش کیجئے۔ مہاتما جی نے بڑی ہمدردی سے ڈیپوٹیشن کے ساتھ ملاقات کی اور شانتی سے اُن کی تمام تکلیفات کو سُنا اور یہ صلاح دی کہ وہ صرف ایک ہی پیشہ سے چپٹے نہ رہیں اور اپنے آپ کو بھنگیوں۔ دھوبیوں۔ نائیوں اور دیگر ہر قسم کے کاموں کے کرنے کے قابل بنا دیں۔ یہ پیشے بُرے نہیں۔ اور ان کو صرف مزدوروں کو ہی نہیں بلکہ تعلیم یافتہ اصحاب کو بھی اختیار کرنا چاہیے۔ ان پیشوں کو اختیار کرتے ہوئے ان کو اپنی کسر شان نہ سمجھنا چاہیے۔

(ہند ے ماترم)

بمبئی ۲۲ ستمبر۔ مسٹر جمنا داس مہتہ ممبر لیجس لیٹو اسمبلی اس خبر کی تردید کرتے ہیں کہ مسٹر وی۔ جے پٹیل۔ اصلاحات کے سوال پر دیگر سوراجی اور انڈی پنڈنٹ ممبران اسمبلی کے ساتھ مستعفی ہونے کے لئے رضامند نہیں ہیں۔ مسٹر جمنا داس یہ بھی کہتے ہیں کہ شملہ میں سوراجیوں کے اجلاس میں مسٹر پٹیل سے مستعفی ہونے کے لئے کہا ہی نہیں گیا تھا۔

(〃)

یہ خبر دی جا چکی ہے کہ پچھلے دنوں قصور کے سرکاری مال خانہ میں دلیرانہ چوری ہوئی اور چند بندوقیں وغیرہ لے گئے تھے۔ اب اس واقعہ کی مزید تفاصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ چور ۵ پستول ایک بندوق ۱۶ سیر افیون اور قریباً ۴ ہزار روپیہ کے زیورات لے گئے۔ چار پولیس والے جو ڈیوٹی پر تھے معطل کئے گئے ہیں۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور چند انسپکٹران سی۔ آئی۔ ڈی موقع پر پہنچ گئے ہیں اور تحقیقات کر رہے ہیں۔

(〃)

قصور میں جب سے مال خانہ میں چوری ہوئی ہے تب سے چور اور ڈاکو شہر کے مختلف حصوں میں گاہے بگاہے آتے رہتے ہیں۔ ۱۰ ستمبر کی رات کو اُنہوں نے سنٹرل بنک آف انڈیا کے چوکیدار سے ایک بندوق چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے بندوق چلا دینے پر وہ بھاگ گئے۔ سردار سدرشن سنگھ ڈی۔ ایس۔ پی کے ملازم کو جب وہ ۱۰ ستمبر کی رات کو ہسپتال سے آ رہا تھا چند چور ملے۔ شہر میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ بنکوں اور دیگر کاروباری مقامات پر پہرہ مضبوط کیا جا رہا ہے۔

(〃)

صاحب ڈپٹی کمشنر دھرم سالہ اعلان کرتے ہیں کہ ضلع ہوشیار پور میں ہیضہ شدت سے پھیلا ہوا ہے۔ لہٰذا جو لوگ جوالا مکھی کی یاترا کے لئے کانگڑہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اُن کو التوائے عزم کا پُر زور مشورہ دیا جاتا ہے۔

(〃)

سرہند میں ابن سعود کے خلاف جن لوگوں کو حنفی علماء نے اشتہارات چسپاں کرنے کے لئے مقرر کیا گیا اُن کو رات کو پیٹا گیا۔ اس لئے دوسرے روز صبح وہاں ۱۴۴ دفعہ نافذ کر دی گئی کہ کوئی شخص مزارات میں مجدد صاحب کے موافق یا مخالف تقریر نہ کرے۔

(〃)

ٹوکیو ۱۵ ستمبر۔ شہزادہ ٹوکوگاوی کے محل میں آگ لگ گئی۔ نقصان کا اندازہ دس لاکھ ین لگایا جاتا ہے۔ (〃)

الہ آباد ۲۲ ستمبر۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے دو سپاہی اور ایک ہیڈ کانسٹیبل کو کوکین فروشی کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔

(〃)

بمبئی میں کارخانجات کے مزدوروں کی ہڑتال روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ کل ۸۲ کارخانوں میں سے صرف ۱۲ چل رہے ہیں۔ اس وقت ایک لاکھ ۳۵ ہزار مزدور بیکار ہو رہے ہیں

(〃)

بمبئی ۲۲ ستمبر۔ جنرل سکریٹری آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگرس کو امریکہ ٹیکسٹائل ورکرز یونین ماسکو کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے۔ ہندوستانی کارخانجات پارچہ بافی کی جدوجہد کرنے والے مزدور۔ ویونین اُس کے ۷ لاکھ ۱۰ ہزار مزدوروں کی طرف سے ہم آپ کی طرف سے سرمایہ داروں کی آپ کی تنخواہوں میں تخفیف کرنے کے خلاف جدوجہد میں برادرانہ اخوت و اتحاد کا اظہار کرتے ہیں۔ ۱۰ ہزار روبل بھیجے جا رہے ہیں آپ کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔ ٹیکسٹائل ورکرز یونین۔

(〃)

لاہور میں حضرت داتا گنج بخش صاحب کے گرانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور مفسدوں نے اس غرض سے ایک جماعت بھی بنالی ہے۔ نیز ایک مقامی بیرسٹر کے ہاں جلسہ ہوا اور ابن سعود کے لئے چندہ کی فہرست کھولی گئی۔ اور بیرسٹر نذکور نے دو سو روپے دیئے یثرب کی حالت زار پر آنسو بہانے والو آنکھیں کھولو اور عبرت حاصل کرو۔

(〃)

پٹنہ ۲۲ ستمبر۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے $\frac{1}{2}$ ۲ گھنٹے تک بحث کرنے کے بعد کانگرس کمیٹی کی ممبری

کے لئے سوت کی شرط کے متعلق پنڈت موتی لال نہرو کا رزولیوشن پاس کر دیا جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ خواہ کوئی دو ہزار گز سوت دے اور خواہ چار آنہ سالانہ نقد چندہ۔ اس کے بعد اجلاس کل پر ملتوی کیا گیا

پٹنہ ۲۲ ستمبر آج بعد دوپہر کل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ مہاتما گاندھی صدر نشین تھے قریبا ایک سو ممبر موجود تھے۔

(ر)

لنڈن ۱۶ ستمبر۔ ڈیون شائر میں ایک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر ٹی۔ پی سنہا نے کہا کہ مہاتما گاندھی کے جہاد کا مطلب بچوں کو ایسی تعلیم اور ایسے ماحول میں پرورش کرانا ہے۔ جس سے اُن کی سرشت میں امن کے لئے محبت اور جنگ کے لئے نفرت پیدا ہو۔ مہاتما گاندھی یہ سکھاتے ہیں کہ دیش بھگتی ایک ایسا آدرش ہے جسے قومی جارحانہ حرکات اور تعصب قوم و رنگ میں آشکارا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس کا وجود بنی نوع انسان کے تمدن میں ایک بہتر اضافہ ہونا چاہیئے۔

(ر)

واشنگٹن ۲۰ ستمبر۔ جمہوریہ امریکہ کے ڈپلومیٹک ایجنٹ بلیک متعینہ ٹینجیر کو سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ ہدایت ملی ہے کہ وہ ان امریکن ہوابازوں کو جو ریفیوں کے خلاف فرانس سے مل کر لڑ رہے ہیں مطلع کر دے کہ وہ امریکہ کے قوانین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

(ر)

جاپان کی پارلیمنٹ کی عمارت کو آگ لگنے کے متعلق خبر پیشتر ازیں درج اخبار ہو چکی ہے۔ مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

ٹوکیو ۱۸ ستمبر ۱۱ بجکر ۴۰ منٹ۔ جاپانی پارلیمنٹ کے مکانات تمام تر آگ کی نظر ہو گئے ہیں شعلے ملحقہ مکانوں تک پھیل رہے ہیں

۱۲ بجکر ۵ منٹ آگ بجھانے میں امداد کے لئے فوج طلب کی گئی۔ چند ضروری ریکارڈ آگ کی نظر ہوتے سے بچائے گئے ہیں۔

ایک بجکر ۱۰ منٹ۔ آگ پر قابو پا لیا گیا ہے اندازاً ۳۰ لاکھ ین کا نقصان ہوا ہے۔ چند نہایت ضروری دستاویزات جلکر راکھ ہو گئیں۔ (ر)

اشتہار

جملہ مسیحی اصحاب کی خدمت میں التماس ہے کہ بندہ پہلے مشن میں ہو کر خدا کی خدمت کرتا تھا۔ مگر خاکسار نے یہ مناسب جانا کہ اپنے ہاتھوں کی کمائی کر کے خدا کی خدمت ہر جگہ کر سکے۔ چنانچہ یہہ ارادہ کر کے اس خاکسار نے ایک بیکری کی دُکان شہر لاہور میں کھولی ہے۔ جس میں کیک۔ پیسٹری بسکٹ۔ ڈبل روٹی بموجب آرڈر تیار ہوتی ہے۔ سب مال گھی اور مکھن کا ہے اور خوبی یہ کہ بہ نسبت دوکانداروں کے ارزاں ہے۔ بندہ نے اس وقت سوسائٹی کرسچن ایسوسی ایشن ڈگشئی میں دکان کھول رکھی ہے جو کہ بفضل خدا بخوبی طور پر چل رہی ہے۔ اگر اس خاکسار کو کنونشن اور دیگر اجلاس میں ٹھیکہ یا امانی کام دیا جاوے تو بندہ نہایت مشکور ہوگا۔ امید ہے کہ مسیحی احباب اس کام میں امداد دے کر خاکسار کے سلف سپورٹ کام کی حوصلہ افزائی کرینگے۔ نرخ وغیرہ بذریعہ خط و کتابت فیصل ہو سکتے ہیں۔

المشتہر
پاسٹر شادی لعل مینیجر
ایمپرس روڈ۔ لاہور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشا للعہ سے ۹ تک کرود وول عہ سے صہ تک فریقالا پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر:۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور۔



شامل کرسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے نہیں کہ اُن کا درجہ انبیا کے برابر ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ ان کا بھی وہی کام ہے۔ مدارس کے اساتذہ طالب علموں کے دل میں مقاصد عالیہ کی محبت پیدا کرسکتے ہیں۔ دوسرا طریق ذاتی نمونہ ہے۔ اس کا استعمال بھی اساتذہ کرسکتے ہیں۔ اگر ایسے استاد ایک کثیر تعداد میں ملک کے قومی مدارس کے اندر موجود ہوں تو جو کام یہ فرداً فرداً نہیں کرسکتے۔ سب ملکر کرسکینگے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں پتہ چل جائیگا کہ قوم کی قوم بدل گئی"۔ (ص)

اس اصول کو قائم کرنے کے بعد کہ طلبا کی اخلاقی تعلیم میں حصہ لینے والے اُستادوں کا درجہ انبیا کے برابر ہوتا ہے۔ آپ دور حاضرہ میں زندہ مثال کی جستجو کرتے ہیں تو سخت مایوس ہوکر رہ جاتے ہیں اور آخرکار ایسے احسن کام کی مثال ان کو "پادری بسکو کے سکول" میں ملتی ہے۔ سکول ہذا میں پادری بسکو صاحب نے طلباء کشمیر کی اخلاقی تعلیم میں ۳۰-۳۵ سال لگاتار جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ شیخ صاحب انکی تفصیل دیکر فرماتے ہیں۔ کہ

"پادری بسکو کی تجاویز کا اگر پورا بیان کیا جائے تو غالباً تمام رسالہ بھی کافی نہ ہوگا۔ اس لئے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ پادری بسکو نے انسانی ہمدردی سے کشمیریوں کی اخلاقی اصلاح کی کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب ہوا۔ اسکی کوشش تحسین کے لائق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کام ہے جو اسلامی مدارس کے سامنے ہیں جسکو بسکو صاحب نے ایک حد تک انجام دیا۔" (ص)

اقتباسات مندرجہ بالا سے مندرجہ ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں:-

(۱) اُستاد انبیاء کے زمرہ میں شمار ہوسکتے ہیں کیونکہ وہ بھی اسی کام کو کرتے ہیں جیسے کہ نبی کرتے ہیں۔

(۲) پادری بسکو صاحب کی اخلاقی اصلاح کی وانسانی ہمدردی کی کارروائیاں تحسین کے لائق ہیں۔

(۳) اسلامی مدارس کو وہ کام کرنا چاہئے جیسے پادری بسکو نے ایک حد تک انجام دیا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزا صاحب کا یہ دعوے کہ "نصاریٰ کے علما ہی دجال معہود ہیں"۔ صادق ہے تو انگریز عالم نصاریٰ پادری بسکو صاحب بھی دجال ہوئے۔ لہٰذا حسب اعتقاد احمدی صاحبان ان میں کوئی کام خوبی کا نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی کام خوبی کا نظر بھی آئے تو اسے برائی اور نقصان تصور کرنا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں درج ہے کہ "مسلمانوں کو دجال کی آگ سے ہراساں نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کی آگ پانی ہے اور پانی آگ" (تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار) پادری بسکو صاحب (۱) انگریز (۲) عالم نصاریٰ اور (۳) پادری ہیں۔ مگر پیغام صلح لاہور آپ کی ۳۰-۳۵ سالہ کارروائیوں کو احمدیوں کے مدارس کے لئے قابل تقلید ولائق رشک بناتا ہے تو ہم اس سے صرف ایک ہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اب احمدی مرزا صاحب کے دعوے کو کہ "نصاریٰ کے علما ہی بیشک دجال معہود ہیں"۔ صادق نہیں مانتے۔ اور اگر اس پر وہ اُسے سچا بھی تسلیم کرتے ہیں تو ثابت وظاہر ہے کہ دجال کی تقلید کرنا احمدیوں کو لازم آپڑا ہے۔ کہ ان کو احمدیت کی حقیقت وصداقت معلوم ہوجائے۔ درحقیقت ہم پیغام صلح کو ایک دجال کی تقلید کی تلقین کرنے کے لئے مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کیا یہی وہ انگریز علمائے نصاریٰ ہیں جنہیں مرزا جی دجال کہتے ہیں اور تم ان کی کارروائیوں کو لائق تحسین سمجھتے ہو۔ احادیث میں صاف لکھا ہے کہ دجال کے ماتھے پر لفظ "کافر" لکھا ہوگا۔

کیا اسی بتخانہ کو فرماتے ہو ظلمت کدہ
حضرت مومن جہاں جاتے ہو چھپکر رات کو

ایک اور لطیفہ کی بات

یہ ہے کہ جہاں دجال کو ہر احمدی سے کمتر ہونا چاہئے تھا وہاں دجال مذکورۃ الصدر تمام احمدی اساتذہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ "جو کام اسلامی مدارس کے سامنے ہے اُسکی زندہ مثال صرف پادری بسکو صاحب کے سکول میں ہے اور جو کام اسلامی مدرسین کو کرنا چاہئے اُسے پادری بسکو صاحب ایک حد تک انجام دے چکے ہیں"۔ شیخ صاحب نے جو یہ لکھا کہ "اب میں مثال کے طور پر پادری بسکو کے سکول کا ذکر کرتا ہوں"۔ تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی کہ دجال میں وہ خوبی ہے جو کسی احمدی میں نہیں مل سکی۔ پھر خوبی بھی ایسی کہ اس کی وجہ سے پادری صاحب خود کو انبیاء کے زمرہ میں شمار کرسکتے ہیں کیونکہ "جس کام کو انبیا بڑے پیمانے پر کرتے ہیں اُسے علماء چھوٹے پیمانے پر کرسکتے ہیں وغیرہ"۔ (پیغام ص)

حدیث میں تو دجال کو سب مخلوق سے بڑا فتنہ وفساد کہا گیا ہے۔ مگر احمدی اس میں خوبیوں کا ایک مجموعہ پاتے ہیں۔ ہمیں تو احمدیت پر ترس آتا ہے۔ اس لئے کہ جس مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا جی مسیح موعود بنے تھے وہ تو تھا دجال کے کاموں کو نیست کرنا۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ دجال کی "کوشش کو تحسین کے لائق" اور اسلامی مدارس کے لئے نمونہ قرار دیا جاتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ احمدیت کو دجال کی "تقلید" کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی۔ بیشک یہ خدا کی جانب سے احمدیت کی بیداری کا نشان ہے۔ خدا احمدیوں کی آنکھیں کھولدے تاکہ وہ سمجھیں کہ جو کچھ وہ کہتے اور کرتے ہیں چھپکر کریں نیز ابھی تو آغاز ہے۔ جو ابھی دجال کو انبیا کے زمرہ میں شامل کردیا ہنوز ہیچ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ پادری صاحب فردوس نشین ہیں۔ کیونکہ اُن کے کام خدا کو پسند ہیں اور خلق خدا کی بہتری کا موجب ہیں۔

خان

تمسکات پنجاب ۱۹۳۷ء

۱۔ پنجاب گورنمنٹ نے قرض کے لئے یہ کیوں اعلان شائع کیا ہے؟

تاکہ صوبہ پنجاب کی ترقی اس روپیہ سے ہو جو صوبہ پنجاب سے قرض لیا گیا ہے۔

۲۔ یہ قرض کیا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایک کروڑ روپیہ قرض لیکر دریائے ستلج کے نشیب کے میدان پر اور اس میں نہریں جاری کرنے پر خرچ کرنا چاہتی ہے۔

۳۔ اس روپیہ کی ضمانت کیا ہے؟

پنجاب گورنمنٹ کی تمام آمدنی قرض کے لئے روپیہ کی ضمانت ہے۔

۴۔ سود کتنا ملیگا؟

۵ ½ فیصدی۔

۵۔ قرض کا روپیہ گورنمنٹ کی طرف سے قارض کو کب ملیگا؟

بارہ برس کے بعد۔ لیکن اگر قرض خواہ ستلج کے نشیبی میدان میں زمین خریدنا چاہے تو اُس کے قرض کا روپیہ زمین کی قیمت میں یا اس کے کسی حصہ کی قیمت میں وصول کر لیا جائیگا۔

۶۔ اس قرض کا روپیہ دینے کے لئے کہاں درخواست کی جائے؟

روپیہ دینے کے لئے کسی خزانہ میں یا خزانہ ماتحت میں یا اُسکی کسی شاخ میں یا امپیریل بنک پنجاب میں جاؤ

۷۔ کس طرح روپیہ دینے کی درخواست کی جائے؟

مذکورہ بالا جگہوں میں جا کر قرض دینے کا فارم مانگ لو۔ اُسے بھر کر یہ فارم اور روپیہ وہاں داخل کر دو۔

۸۔ سود کب سے ملنا شروع ہو جائیگا؟

اسی تاریخ سے جس تاریخ پر روپیہ قرض دیدیا تھا۔

۹۔ کس طرح قارض سود وصول کریگا؟

جس روز تم نے قرض کا روپیہ خزانہ میں داخل کر دیا اسی روز ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود تم کو ملجائیگا۔ اس کے بعد ششماہی پر سود ملا کریگا پنجاب میں ہر ایک خزانہ یا خزانہ ماتحت سے سود مل سکیگا جس سے آپ سود کے لئے درخواست کرینگے۔

۱۰۔ اس قرض کے لئے کب سے کب تک روپیہ دیا جا سکتا ہے۔

۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء تک۔ جب ایک کروڑ روپیہ گورنمنٹ کو قرض میں ملگیا اُسی وقت قرض لینا بند کیا جائیگا۔

۱۱۔ میں گورنمنٹ کو کیوں قرض دوں؟

کیونکہ روپیہ کی اعلیٰ ضمانت ہے اور اعلیٰ سود ملتا ہے کیونکہ مجھے یہ اختیار بھی ملتا ہے کہ جب چاہوں اسی وقت روپیہ کو زمین سے بدل سکتا ہوں۔ کیونکہ میں اپنے صوبہ کی ترقی کے لئے نیک شہری کے فرائض کو پورا کرتا ہوں

مائلس ارونگ۔ سکریٹری گورنمنٹ
فائننس ڈیپارٹمنٹ

ضرورت ۲/۲

مشن سکول چوہڑکانہ کے لئے ایک مسیحی اُستاد ایس۔ وی یا جے۔ اے وی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔ درخواست کنندے اپنی درخواستیں

پرنسپل مشن سکول چوہڑکانہ
ضلع شیخوپورہ

کے پاس روانہ فرمائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں +

اُردو کتابیں

سفارشی اور خاص اوقات کی دعائیں۔ دعاؤں کا یہ مجموعہ ان تمام ایسی کتابوں پر جو اس نوع پر آجتک لکھی گئی ہیں۔ نمایاں فوقیت رکھتا ہے۔ اس میں قریباً ہر ایک روحانی یا جسمانی ضرورت اور موقع کے لئے دعائیں ہیں جو کہ نہایت مختصر اور از حد جامع ہیں۔ فارغ الخدمت خادم الدینوں۔ این۔ ایم۔ ایس۔ پریم سبھاؤں وغیرہ کے لئے بھی دعائیں شامل کی گئی ہیں۔ لاہور کے لاٹ بشپ صاحب نے اسکی تمام حلقہ کے لئے سفارش کی ہے۔ طبع اول تو چند ماہ میں فروخت ہو گئی اب دوسری طبع چھپ کر فروخت ہو رہی ہے۔ اُردو ۳۲ صفحہ ۱/ رپائی رومن اُردو ۲۵ صفحہ ۲/

نور مسیحی خداوند یسوع مسیح کا مختصر احوال۔ جیسا اناجیل میں درج ہے زبان آسان ہے ۶۶ صفحہ ۹ پائی۔

رسالہ اظہار حق محمدی شرع کے رو سے مسیحیوں کا کھانا محمدیوں کو جائز ہے۔ اس پر مسلمان علماء کے فتوے ۳۵ صفحہ ۱/

رامپال سنگھ۔ ایک سکھ گورو کے مسیحی دین کو قبول کرنے کا نہایت پرلطف تذکرہ کہانی کے پیرایہ میں ۱۴۲ صفحہ ۱۲/ سٹف ۶/ رومن اردو ۱۳۹ صفحہ ۱۲/ کپڑا ۸/

قدیم یونانیوں کا علم الاصنام۔ قدیم اہل یونان کی اصنام پرستی۔ بتوں اور دیوی دیوتاؤں کے نہایت حیرت انگیز حالات باتصویر ۱۲۰ صفحہ ۲/

راحت القلوب۔ خدا کے بندوں کے روحانی رنج و غم۔ ان کا علاج اور مسیحیوں کے دل اطمینان کا بیان ۱۳۲ صفحہ ۱۲/

قواعد چوپانی۔ بشپ گیوری عظم کی کتاب کا ترجمہ جس میں ایڈیشن کیلئے از حد مفید ہدایات و اسباق درج ہیں ۱۱۵ صفحہ ۱۲/ ۷ پائی [illegible]

سکریٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم-اے مینیجر نور افشاں امپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور [illegible]